رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

فہرست مضامین

جلد ۷ | ۱۹۔ فروری سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین ایدہ اللہ کے لاہور تشریف لیجانے اور وہاں پر حضور کے لیکچر ہونے کے باعث ان احباب کے علاوہ جو حضور کے ہمراہ ہیں۔ اور بھی بہت سے احباب لاہور چلے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض بریڈلا ہال کا لیکچر سُنکر واپس آگئے ہیں ٭

مسجد لنڈن کے چندہ کی مقدار نقد اور وعدوں کی صورت میں ساٹھ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے۔ احباب ہمت سے کام لیں۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر لاہور

بریڈلا ہال لاہور میں حضور کا لیکچر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ معہ خدام ۱۳۔ فروری کو قادیان سے روانہ ہو کر رات بٹالہ رونق افروز رہے۔ سٹیشن پر مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی حضور نے پڑھائی اور بعد نماز بابو ریاض احمد صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر بٹالہ نے بیعت کی۔ جنھیں حضور نے نماز پڑھنے کی خاص طور پر تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جو بندہ کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑتی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کا وارث بناتی ہے۔ اس کے ادا کرنے میں کسی حالت میں بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔

مکرم بابو روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر نے تمام قافلہ کی بہت اچھی دعوت کی۔ اور صبح روانگی سے قبل چائے پلائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

امرتسر سٹیشن پر جماعت امرتسر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے استقبال کے لئے موجود تھی جس نے احباب کی چائے سے تواضع کی۔ لاہور کے سٹیشن پر جماعت لاہور کے کثیر التعداد اصحاب حاضر تھے۔ جنھوں نے حضرت امیر المومنین کا پُرجوش استقبال کیا اور حضور موٹر میں سوار ہو کر احمدیہ ہوسٹل واقعہ نسبت روڈ تشریف لے آئے۔ جہاں فرودکش ہونے کا انتظام کیا گیا ہے۔

کل ۱۵۔ فروری کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا جو پبلک لیکچر بریڈلا ہال میں انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا

اس کے اعلان کیلئے اُردو اور انگریزی اشتہار تقسیم کئے جا رہے ہیں - اور ایک بڑا پوسٹر مختلف مقامات پر چسپاں کیا گیا جس کا مضمون یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم

لیکچر

کیا دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جا سکتی ہے یا اسلام پر؟

وزیر اعظم انگلستان کے اعلان کا علمی بطلان!

دنیا کا امن و امان صرف اسلام سے وابستہ ہے

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے جو اعلان نئے سال کے آغاز میں سلطنت برطانیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور اقوام کو مخاطب کر کے شایع کیا تھا - اور جسمیں صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا - کہ چونکہ آیندہ دنیا کے اندر امن و امان کی بنیاد صرف عیسائیت کے اصول پر رکھی جا سکتی ہے - اسلئے تمام اہالیان سلطنت برطانیہ کو کوشش کرنی چاہیئے - کہ ان اصول کی اشاعت کر کے دنیا میں امن کی بنیاد ڈالیں -

اس اعلان کے متعلق

عالیجناب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی

امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

بریڈلا ہال لاہور میں ۱۵ - فروری سنہ ۱۹۲۰ء بروز اتوار تین بجے بعد دوپہر تقریر فرماوینگے - اور عقلی و نقلی دلایل سے ثابت کر دیا جائے گا - کہ وزیر اعظم کا یہ خیال محض غلط اور باطل ہے - بلکہ اگر کوئی چیز دنیا میں امن و امان قائم رکھ سکتی ہے - تو وہ صرف اسلام ہے - اور عیسائیت کے اصول ہرگز اس قابل نہیں کہ ایک لمحہ کیواسطے بھی دُنیا میں امن قائم رکھ سکیں پبلک سے التماس ہے - کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر مستفید ہوں :

المشتہر

ظفر اللہ خان بی - اے - ایل ایل - بی بیرسٹر ایٹ لاء

امیر جماعت احمدیہ لاہور

چنانچہ اس اعلان کے مطابق ۱۵ - فروری کو ۳ بجے حضور کا لیکچر ہوا - جلسہ کے صدر ہمارے محترم جناب خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری تھے - ہال قریباً حاضرین سے پُر تھا - جنمیں تعلیم یافتہ لوگ بکثرت شامل ہوئے - ڈھائی تین گھنٹہ تک حضور نے تقریر فرمائی - لوگ نہایت اطمینان سے سُنتے رہے - لیکچر کے خاتمہ پر حضور نے اسلام کے لئے دُعا فرمائی - (مفصل آیندہ)

مسجد احمدیہ لنڈن

رفتار چندہ

مولوی عطاء الرحمن صاحب مانسہرہ - ضلع ہزارہ عہ

منشی کریم اللہ صاحب پائل - پٹیالہ عہ

جماعت میرٹھ مہ

جماعت کوہاٹ عہ

حافظ محمد احسان صاحب ضلع گجرات عار

جماعت اہرانہ - ضلع ہوشیارپور سہ

ڈاکٹر طفیل محمد صاحب مرزاپور ڈیپو - فیض آباد للعہ

ماسٹر خیر الدین صاحب - جبل پور عہ؍

سید مزمل شاہ صاحب کھڑ ڈبل لگہ گجرات للعہ؍

جماعت مردان - پشاور عار

مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے - قادیان باللعہ ۸؍

بابو علی محمد صاحب انچیم بائی - قادیان صہ

مرزا اسد اللہ بیگ صاحب حیدر آباد دکن عہ؍

جماعت بندہ پور کشمیر سہ؍

منشی محمد عظیم الدین صاحب انسپکٹر آف سکولز ضرنگر نیگال للعہ؍

نظم

(از حکیم و ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی)

قطعہ (۱)

کُفر زوروں پہ ہے اور حالتِ اسلام زبوں
اس تلاطم میں الٰہی دُرِ مقصود کی خیر

مثلِ شمعون ہیں یوسف کے برادر اکثر
ان کے مکروں سے ترے یوسف موعود کی خیر

عرض ہو میری قبول اے میرے رب العزت
مانگتا ہوں میں تجھی سے ترے محمود کی خیر

قطعہ (۲)

اک پیر مرد نے مجھے اک روز یہ کہا -
"کیا تو بھی ہے مُرید "مسیح زمان" کا

سختی سے تو زمانے کی واقف نہیں مگر
روشن نہیں ہے تجھ پہ زمانے کا خیر و شر

اپنی برادری کا بھی ہے خوف یا نہیں
ہے فکر خانہ داری کا احساس یا نہیں

اے خام کار ہوش نہیں اپنے حال کی
باز آ کہ شام ہے ابھی صبح ضلال کی"

اس پیر مرد کا جو سُنا میں نے یہ خطاب
مجبور ہو کے میں نے دیا اسکو یہ جواب

" ما دام عمر خویش بغفلت گزیدۂ
بابا! مگر تو جلوۂ جاناں ندیدۂ "

رُباعی

تو اے فضل عمر از فضل ربی
گروہ ناکساں کردی زیر زبر

ز تاثیر تو خوشش بودم حیراں
اگر دیر آمدی شیر آمدی شیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۹- فروری ۱۹۲۰ء

احمدیوں کے ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ تبلیغ کرے۔

ہمارا دائرہ تبلیغ تمام عالم پر محیط ہو

اسلام جس کا دوسرا نام احمدیت ہے۔ کسی خاص قوم اور گروہ اور فرقے اور ملک سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا دائرہ اثر تمام دُنیا اور تمام دنیا کی اقوام اور ہر قسم کے انسانوں۔ گورے۔ کالوں۔ اسود و احمر۔ ابیض و اصفر کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے ہے۔ ہمارے آقا نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام تھی۔ اس لئے حضور کے بروز اتم سیدنا احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بھی عام ہے۔ مگر جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اول مخاطب قوم عرب تھی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی اول مخاطب قوم مسلمان ہے۔ پس جس طرح عرب قوم نے اسلام کی ابتدا میں اسلام کو تمام دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ بلکہ جد بلیغ کی۔ اسی طرح احمدیوں کا بھی فرض اولین ہے۔ کہ وہ احمدیت کو تمام دُنیا میں پہنچائیں۔ اور ہر قوم اور ہر فرد کے کان میں وہ آواز ڈالیں۔ جو خدا نے مسیح موعود ؑ کے ذریعہ بلند کی۔ ؎

آؤ لوگو! کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
(حضرت مسیح موعودؑ)

مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسقدر ہمارا دائرہ عمل خدا تعالیٰ کی طرف سے وسیع کیا گیا ہے۔ اسی قدر ہم نے اسکو تنگ تر کر دیا ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنی تمام تبلیغی ساعی کو زیادہ سے زیادہ صرف دو قوموں میں محدود کر دیا ہے اول اپنی قوم۔ دوسرے عیسائی۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی بعثت صرف مسلمانوں یا عیسائیوں ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ ساری دنیا اور ساری اقوام کے لئے ہے۔ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ موعود ہیں۔ جن کا تمام مذہبی اقوام عالم کو انتظار تھا۔ اور جن کی آخری زمانہ میں آمد کا تمام مذہبی کتب میں وعدہ تفصیلاً یا اجمالاً موجود ہے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم آپ کے پیغام کو صرف دو قوموں تک ہی پہنچائیں

اَب سوال ہوتا ہے کہ کیا ہم نے ہندو قوم تک آپ کے پیغام کو پہنچایا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود ؑ کو خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں کرشن رُدّر گوپال بنی اللہ کا نام بھی عطا فرمایا ہے۔ اور اس نام دینے میں صاف طور پر اس بات کا اشارہ موجود ہے۔ کہ آپ کو ہندو قوم کی اصلاح کا کام بھی سپرد کیا گیا ہے۔ لیکن ہم نہیں بتا سکتے۔ کہ ہم نے ہندوؤں میں کیا تبلیغ کی۔ اگرچہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ بہت سے قابل ہندوؤں نے حضرت مسیح موعود کو قبول کیا۔ اور اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ پھر حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے "یعقوب" و "موسیٰ" کے نام بھی دئے ہیں۔ مگر ہم نے اسرائیل اور موسیٰ کی قوم کو تبلیغ نہیں کی۔ آپ کو تمام گذشتہ راستبازوں کے نام دئے گئے۔ مگر ہم نے ان سب میں تبلیغ نہیں کی۔ پھر کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم نے وہ فرض ادا کر دیا۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہم پر عاید کیا گیا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ احمدی لوگ اس مسلک کے پابند نہیں ہیں۔ کہ ان کے چند علماء جو تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ ان سب کی طرف سے فرض کفایہ کے طور پر کافی ہیں۔ بلکہ ان میں کا ہر ایک شخص مبلغ ہے اور ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ اپنے اپنے حلقہ اور دائرہ میں تبلیغ کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص احمدی کہلاتا ہوا فرض تبلیغ سے غافل ہے۔ یا اس حد تک نہیں کرتا جو اسپر ضروری ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک جواب دہ ہے ؂

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پاس اس تعداد میں مبلغین نہیں ہیں۔ کہ ہم ہر ایک قوم میں اپنے مبلغین بھیج سکیں۔ لیکن ہمیں اس کمی کو اس طرح پورا کرنا چاہئے کہ ہمارا ہر ایک فرد جس قوم میں تبلیغ کر سکتا ہو۔ اس میں کرے۔ کیونکہ خدا و رسول کی طرف سے وہ ذمہ وار کیا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں کو تبلیغ کرے۔ جنہیں وہ کر سکتا ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہماری جماعتیں ہندوستان کے ہر گوشہ میں خدا کے فضل سے قائم ہیں۔ لیکن ان کی ترقی کی رفتار بہت سُست ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ تبلیغ نہیں کرتیں۔ اگرچہ یہ بھی سچ ہے۔ کہ بعض جماعتیں قطعاً تبلیغ میں حصہ نہیں لیتیں۔ لیکن جو حصہ لیتی بھی ہیں۔ وہ اپنے دائرہ تبلیغ کو بہت تنگ اور محدود کر دیتی ہیں۔ اس سے ان کے کام میں کوئی ترقی نہیں ہوتی۔ حالانکہ ان مذاہب کے لوگ جن کے پاس خدا تعالےٰ کی تائیدات کے ذرہ بھی نشان نہیں۔ اپنی شب و روز کی کوششوں سے بہت کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ہم بھی خدا کے نام کی تبلیغ خدا کی عام مخلوق میں کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس قدر جلد ترقی دے۔ جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ سیّد یا مغل یا پٹھان یا شیخ یا راجپوت وغیرہ وغیرہ اقوام ہی مستحق نہیں ہیں کہ ان کو خدا کا کلام اور محمد و احمد کا پیام پہنچایا جائے بلکہ چمار بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور اس خدا کی مخلوق جو رب العالمین ہے۔ اس لئے ہم جو رب العالمین خدا کو پیش کرنے والے ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ان کو تبلیغ کریں۔ اور چاہ ضلالت سے نکالیں۔ اور ہلاکت کے گڑھے میں پڑنے اور انسان پرستی کی آگ میں جلنے سے بچائیں۔ بھنگی خدا کی مخلوق ہیں۔ لوگ اگر ان سے نفرت کرتے ہیں۔ تو ان کو کرنے دو۔ مگر تم جو خدائے رب العالمین کے بندے اور اُس کے

پرستار اور اس کے نام کے منادی ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ تم ان دھتکارے ہوئے اور ذلیل اور نفرت کئے ہوئے لوگوں کو اپنے پاس بُلاؤ۔ اپنے پاس بٹھاؤ۔ اور ان کو خدا کی محبت و رحم و فضل عام کا سبق پڑھاؤ۔ اور خدا پرستی اور خدا دانی کے منار پر چڑھاؤ۔ وہ سانسی اور وہ بھیل اور دوسری اسی قسم کی اقوام جن سے ظاہر بین قومیں نفرت کرتی ہیں۔ اور ان کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتی اور نہیں گوارا کرتی ہیں کہ وہ ان کے پاس سے بھی گذر جائیں۔ تم ان کے لئے خدا کے اخلاق عمیم سے کام لو۔ اور ان سے نفرت نہ کرو۔ اور ناک بھوں نہ چڑھاؤ۔ اور خدا کی اس نعمت کا شکر کرتے ہوئے۔ کہ اس نے تمہیں اس ذلّت و رسوائی سے بچایا ہے۔ ان کو اس ذلت و افتادگی سے نکالنے کے لئے جدوجہد کرو۔ اس سے جہاں ان کی حالت درست ہوگی۔ خدا تم پر بھی مہربان ہوگا اور تمہاری محبت اور عزت اپنے بندوں کے قلوب میں ڈالدے گا۔

اور ہم نہیں جانتے کہ کوئی احمدی کہلا کر اس حقیقی خدمت خلق میں سستی کرے گا۔ کیونکہ احمدیوں کا امام مسیح موعود فرماتا ہے۔

بایں شادم کہ غم از بہر مخلوق خدا دارم
ازیں در لذتم کز درد مے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

ہماری جماعت میں بہت سے احباب ہیں۔ جو اپنے اپنے کام بھی کرتے ہیں اور فارغ اوقات میں وہ دین کی خدمت کے لئے وعظ کرتے۔ لیکچر دیتے اور مباحثہ کرتے ہیں۔ اگر ایک طرف ان کی عیسائیوں سے ٹھنی ہوئی ہے۔ تو دوسری طرف آریوں سے اُلجھے ہوئے ہیں۔ اگر ایک طرف شیعہ صاحبان سے بحث و مباحثہ ہے۔ تو دوسری طرف بابیوں اور اہل حدیثوں وغیرہ وغیرہ فرقوں کے لوگوں سے مصروف گفتگو ہیں۔ پھر خدا نے ان کو شجاعت قلب دی ہے۔ اور وہ اس فضل سے برکت پائے ہوئے ہیں۔ کہ وہ کسی میدان میں خاموش نہیں۔ مضطرب نہیں۔ اور کسی مقابلہ کے لئے نا طیار نہیں۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں جن عقائد جن خیالات کا آدمی آجائے۔ وہ ان سے بحث کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ اور پھر بحث اس خوش اسلوبی سے کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی ان کا خاص مضمون تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر ایک مضمون کے لئے پہلے سے تیار ہوتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ یہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے مطالعہ میں حضرت اقدس مسیح موعود کی کتب اکثر رہتی ہیں۔

اس مضمون لکھنے کی غرض یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں چمار وغیرہ اقوام بستی ہیں۔ عیسائی اور آریہ صاحبان ان میں تبلیغ کرتے ہیں اور کامیاب ہوئے ہیں۔ ان علاقوں میں ہمارے احباب بھی رہتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر ہمارے احباب ماشاء اللہ علم و فضل کے لحاظ سے بہت آگے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کو تبلیغ کرنے سے پرہیز کریں یا تساہل کریں۔ بلکہ انکو چاہیئے۔ کہ ان کو تبلیغ کریں۔ اگر وہ تبلیغ کریں گے۔ تو اُمید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کی کوششوں کو بارور کرے گا۔

"حضرت مسیحؑ کی وفات"

اِس عنوان سے ۲۳- جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک نوٹ لکھا ہے۔ جسمیں "نور افشاں" ۲- جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کی اس عبارت کی بناء پر ہمارے مسلک اور دعوے کی تغلیط کرنی چاہی ہے۔

نور افشاں کی عبارت حسب ذیل ہے:-

"مسیحی مذہب کی تمام عمارت صرف ایک بات پر قائم ہے۔ کہ اس کا بانی ان کے لئے (صلیب پر ناقل) قربان ہوا۔ اور اب اس کے بدلے وہ نجات اور تمام نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور اگر یہ خاص بات ہی ثابت نہ ہو (یعنے مسیح کا صلیب پر مرنا۔ ناقل) تو تمام عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ ایک بنیادی بات ہے جسپر تمام روحانی برکتوں کا دار و مدار سمجھا جاتا ہے اس لئے خداوند یسوع کی موت کا ایسا مفصل اور مکمل بیان نہ صرف ایک انجیل نویس کا بلکہ چاروں انجیل نویسوں کا بیان متفقہ موجود ہے۔"

(نور افشاں - ۲- جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"قادیانی پیغمبر اسی بات کا مدعی تھا۔ کہ میں عیسائی مذہب کا ستون گرانے آیا ہوں۔ اس گرانے کی یہ صورت بتاتا تھا۔ کہ میں حضرت مسیح کی وفات ثابت کرتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوا کہ مسیح خدا نہ تھا۔ بلکہ بندہ تھا۔ اس لئے مر گیا۔ اس کی موت سے عیسائی مذہب کا منار دہم سے گرجائے گا۔ یہ بھی کہتا تھا۔ کہ مجھے افسوس ہے کہ علمائے اسلام اس کے برخلاف مسیح کی حیات ثابت کرنے میں ساعی ہوتے ہیں۔ گویا وہ حضرت عیسےٰ کو حیّ و قیوم ثابت کرکے ہمیشہ عیسائی مذہب کو قوت پہنچاتے ہیں۔ ہم اس کے جواب میں ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ چنانچہ مباحثہ امرتسر میں بھی ہم نے یہ ذکر کیا۔ کہ وفات مسیح سے عیسائی مذہب کو ایک گونہ قوت پہنچتی ہے۔ حیات مسیح سے عیسائی مذہب بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔"

پھر لکھتے ہیں کہ:-

"کس خوبی اور کس وضاحت سے ایڈیٹر نور افشاں نے اپنا ایمان اور عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر بنایا ہے۔ جو وفات مسیح ہے۔ اگر وفات مسیح ثابت نہیں۔ تو بس عیسائی مذہب کی بنیاد کیا ہے۔ فخر علیہم السقف من فوقہم دہم سے گر جاتی ہے۔"

پھر لکھا ہے کہ:-

"کیا اب مرزائی اپنے غلط خیال سے باز نہ آئیں گے۔ اور مرزا جی کی پرانی لکیر ہی پیٹتے جاوینگے۔

مر گیا ہے سانپ نکل اب پیٹا کر "

ہم یہ تو خیال نہیں کر سکتے۔ کہ مولوی ثناء اللہ جیسے کیاد شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو گا۔ کہ عیسائی صاحبان کے کفارہ کی بنیاد مسیح کی کس وفات پر ہے۔ اور احمدی اور ان کا امام کس وفات کو پیش کرتے ہیں۔ ہاں یہی کہا جائے گا کہ وہ دونوں کی دعاوی کو خوب سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی طبیعت کی کجی سے بے خبر ہیں۔ لیکن تاہم بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ اصل بات کیا ہے۔ پس یاد رہے۔ کہ عیسائی مسیح کی جس وفات کو پیش کرتے ہیں۔ وہ اس وفات سے مختلف ہے۔ جس کے مدعی احمدی ہیں۔ کیونکہ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ مسیح سُولی پر چڑھ کر ان کے گناہوں کی پاداش میں مر گیا۔ پھر الوہیت کی شان سے زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا۔ اور اب تک زندہ موجود ہے۔ لیکن احمدی کہتے ہیں۔ کہ لاریب مسیح سولی پر چڑھا۔ مگر زندہ سُولی پر سے اترا اور اس کے بعد مدت تک زندہ رہا۔ اور اپنی طبعی موت سے مرا۔ اور مر کر پھر زندہ نہیں ہوا۔ ہاں قیامت کے دن جب ساری دنیا کے لوگ زندہ کئے جائینگے۔ وہ بھی زندہ ہو گا۔

اس تصریح سے صاف ہو گیا۔ کہ احمدیوں اور عیسائیوں کے خیالات میں کتنا فرق ہے۔ اگر عیسائیوں کا صرف یہ دعویٰ ہوتا۔ کہ مسیح فوت ہو گئے۔ تو بے شک احمدیوں اور عیسائیوں کا خیال ایک سا ہوتا۔ لیکن محض مسیح کی وفات سے عیسائی ہرگز اپنا وہ عقیدہ قائم نہیں کر سکتے تھے۔ جس کو عیسائی مذہب کا بنیادی پتھر اور اصل الاصول قرار دیتے ہیں۔

بس خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح کی مجرد موت ان کے مذہب یعنی کفارہ کی بُنیاد نہیں۔ بلکہ صلیب پر مرنا ان کے عقیدہ کفارہ کی بُنیاد ہے۔ لیکن جب ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ اور ہم ہر ایک شخص کے سامنے عیسائیوں کی کتاب مقدس " سے بھی یہ بات ہر وقت ثابت کرنے کو تیار اور آمادہ ہیں۔ کہ مسیح صلیب پر ہرگز ہرگز نہیں مرا۔ بلکہ صلیب پر چڑھ گیا دُکھ اور زخم کھا کر بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اُترا۔ اور دوسرے مقام پر ہجرت کر گیا۔ اور پھر اپنی طبعی موت سے مر پس جب ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ تو عیسائیت کی بنیاد گر گئی۔ اور کفارہ باطل ہو گیا۔ لیکن مسلمان علماء کا یہ خیال کہ مسیح اب تک زندہ موجود ہے۔ اور زندہ ہی آسمان پر گیا۔ یا موت کی حالت میں آسمان پر پہنچایا گیا اور وہاں اس کو زندگی ملی۔ یا اس کو مخالفوں کا ہاتھ بھی نہیں لگا۔ اور وہ اُڑتا ہوا چرخ چہارم پر جا پہونچا۔ یا اس کی بجائے اس کا مخالف یا موافق اس کا ہمشکل بن گیا۔ اور اس کو اس کی بجائے سولی دیا گیا۔ اور اس تشبیہ پر کوئی تعجب نہیں کیا گیا۔ اور اس پر کوئی ہنگامہ برپا نہیں کیا گیا۔ قطع نظر ان تمام اعتراضات کے جو اس صورت حال پر وارد ہوتے ہیں۔ مسیح کی حیات کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اب تک الآن کما کان زندہ موجود ہے۔ اور ایک غیر معلوم زمانہ تک بغیر کسی قسم کے تغیر کے زندہ رہے گا۔ یہ ایک ایسا خیال ہے۔ جو عیسائیوں کے فرضی خدا کی خدائی کو بڑے زور سے ثابت کرتا۔ اور اسلام اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کی بوچھاڑ کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسلئے کوئی غیرتمند مُسلمان یہ اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ کہ مسیح خدائی صفات کے ساتھ زندہ موجود ہے۔ بلکہ وہ قرآن مجید کی تصریحات کے بموجب مجبور ہے کہ اس بات کا اعلان کرے کہ ؎

ابن مریم مر گیا حق کی قسم ‏ داخل جنت ہوا وہ محترم

مولوی ثناء اللہ کی بد دیانتی

مولوی ثناء اللہ نے اپنے ۱۳۔ فروری کے پرچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

اس مرزا نے بھی میری نسبت یہ پڑھ دی ہے کہ مولوی ثناء اللہ کا گذارہ کفن فروشی اور ردّ خطوط کے دو اکول پر ہے۔ اس کی زندگی میں وہ ثبوت نہ دے سکا "

مولوی ثناء اللہ کی بد دیانتی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ جس بات کی اصلاح کر دی گئی۔ پھر اس کو پیش کرنے سے باز نہیں آتا۔ کیا مولوی مذکور نہیں جانتا۔ کہ جب اعجاز احمدی شایع ہوا۔ اور اس نے یہی اعتراض کیا۔ جو آپ کرتا ہے۔ تو اسی وقت حضرت اقدس نے اس کی اصلاح شایع کرا دی تھی۔ اگر مولوی ثناء اللہ دیانتدار ہوتا۔ تو پھر اس اعتراض کا نام نہ لیتا۔ لیکن اس کا اسی بات کو ہمیشہ پیش کرنا جس کی تردید کر دی گئی۔ اس سے بڑھ کر اس .. .. کی بد دیانتی اور ہٹ دھرمی کی کوئی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے ؟

عیسائیت کی ترقی

مولوی ثناء اللہ ۱۳۔ فروری ۱۹۲۰ء کے اہل حدیث میں قادیانی مشن کے عنوان سے غیر مبایعین کے متعلق ایک مضمون کے دوران میں ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ لکھتے ہیں کہ:۔

" ہندوستان میں عیسائیت دن بدن ترقی پر ہے پنجاب میں ترقی پر ہے۔ ضلع گورداسپور میں ترقی پر ہے۔ بلکہ خاص قادیان میں بھی کام کر رہی ہے "

ہم کہتے ہیں کہ عیسائیت انہی علاقوں میں نہیں۔ اگر ساری دنیا میں بھی ترقی کر رہی ہے۔ تو تمہارے لیے مر جانے کا مقام ہے۔ کیونکہ اس کی ترقی کا موجب وہ عقاید ہیں جو تم لوگ رکھتے ہو۔ اگر یقین نہیں تو جاؤ۔ اور ابراہیم سیالکوٹی کے دیدہ تر اور ہموم و غموم میں مبتلا دل سے پوچھ لو۔ وہ تمہیں صاف بتائیں گے۔ کہ تمہارے عقائد متعلقہ حیات مسیح عیسائیت کے لئے کیسے تریاق ثابت ہو رہے ہیں۔ برخلاف اس کے احمدیت کے پیش کردہ عقائد متعلقہ مسیح ایسے صاف اور پاک ہیں۔ کہ اگرچہ وہ دنیا کے لئے تو تریاق ہیں۔ مگر عیسائیت کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔

جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث آپ نے بارہا فرمایا کہ مسیح کو مارنے سے عیسائیت کی تائید ہوتی ہے مگر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسائیوں کا احمدیوں کے نیچے نیچے کے مقابلہ میں دم فنا ہوتا ہے۔ اس کی ایک نہیں بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ آپ کی عبارت محولہ کا آخری فقرہ یہ ہے۔ کہ " عیسائیت خاص قادیان

میں بھی کام کر رہی ہے "

اس کے متعلق ہم مولوی صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بتائیں۔ کہ عیسائیت کا قادیان میں کیا کام ہو رہا ہے ورنہ ہم آپ ہی کے لفظوں میں کہنے پر مجبور ہونگے۔ کہ

"اس جھوٹ کی بھی کوئی حد ہے "

یاد رکھو۔ قادیان وہ مقام ہے۔ جہاں عیسائیت اپنا قدم نہیں جما سکتی۔ عیسائیت کی نشو و نما کے لئے وہی قلوب ہیں۔ جو مسیح کی آسمانی حیات کے قائل ہیں ۔

غیر مبایعین سے خطاب۔

اے غیروں کی خاطر اپنوں پر حملہ کرنے والو! اور اپنی جماعت سے بچھڑے ہوئے بھائیو! اگر تم حضرت مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے۔ اگر تم نور الدین اعظم کے اس فقرے کو ذہن میں رکھتے۔ کہ غیر احمدیوں کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ اور تم اس خودداری اور غیرت کو ملحوظ رکھتے۔ جو مومن کی شایان شان ہے تو تمہیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔ اور تمہارے خداوندان رزق اور تمہارے حلال العقود مسجودین کہ جن کی خاطر تم نے اپنی تمام خصوصیات کو یکے بعد دیگرے بے دردی سے مٹ جانے دیا۔ آج اس دریوزہ گری کے باعث تم پر لعنت و ملامت نہ کرتے۔ دیکھو۔ غیروں سے ملنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ پہلے وہ چند درہم و دینار دکھلاتے ہیں۔ اور تم سے سادہ لوحوں کو خوش کرتے ہیں۔ جب تم ان کی خاطر اپنے سے الجھ پڑتے ہو۔ اپنوں پر وار کرتے ہو۔ تو وہ صاف صاف کہنے لگتے ہیں کہ او سادہ لوحو! اور او شیخی خورے ریاکارو! ہم تمہیں چندہ دیتے ہیں۔ اور نہ صرف خود ہی چندہ دیتے ہیں۔ بلکہ اوروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں تم ہمیں کیا طعن دے سکتے ہو۔ ہمارے چندوں کے گواہ تمہارے سکرٹری ڈاکٹر محمد حسین ہیں۔

(مفہوم عبارت ثناء اللہ مندرجہ اہلحدیث ۱۴ - فروری ۱۹۳۰ء)

اس کا جواب تمہارے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ واقعی تمہارا ہاتھ اور دامن ہمیشہ ان کے سامنے پھیلا رہتا ہے پھر تم کیسے احمدی کہلا احمدیہ پر اعتراض کرنیوالے ظالموں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ تم پر افسوس کہ تمہاری کوتاہ اندیشیوں نے تم کو تباہ کر دیا۔

اب بھی باز آؤ۔ اور اس روش کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس طریقہ میں شرمساری اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ۔

"یسوع مسیح کی کامیابی"

"قرآن مجید نے حضرت مسیح کے حق میں جو ہم کو عقیدہ سکھایا ہے۔ اس کے تو ہم قائل ہیں مگر انجیلی حوالہ سے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مسیح اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہوئے۔ جو کچھ انہوں نے سنوارا بھی تھا۔ وہ فوراً بگڑ گیا۔ چنانچہ انجیل کی مندرجہ ذیل عبارت اس پر شاہد عدل ہے۔

حضرت مسیح کی ساری زندگی میں چند آدمی ان پر ایمان لائے۔ ان کا انجام بھی یہ ہوا۔ جو انجیل کی مندرجہ ذیل عبارت سے ملتا ہے۔

آخر وہ ان گیارہوں (حواریوں) کو جب وے کھانے بیٹھے تھے۔ دکھائی دیا۔ اور ان کی بے ایمانی اور سخت دلی پر ملامت کی۔ کیونکہ وے ان کی باتوں پر جنھوں نے اوس کے جی اُٹھنے کے بعد اُسے دیکھا تھا۔ یقین نہ لائے تھے۔

(انجیل مرقس باب ۱۶ - ورس ۱۴)

یہ حوالہ بتا رہا ہے۔ کہ جناب مسیح کو اپنے مشن میں کامیابی نہیں ہوئی۔ جتنا کچھ انہوں نے کیا وہ بھی خراب ہو گیا "

یہ الفاظ ۱۳ - فروری ۱۹۳۰ء کے اہل حدیث میں مولوی ثناء اللہ نے لکھے ہیں۔ کون مولوی ثناء اللہ؟ وہی جو حضرت مسیح موعود پر ہمیشہ یہ الزام لگایا کرتا ہے۔ کہ آپ نے مسیح ناصری کی ہتک کی۔ کیا مولوی ثناء اللہ کا یہ الفاظ لکھنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیّن فتح نہیں۔ کہ آپ کا دشمن وہی باتیں کہتا ہے۔ جن کو وہ خود ہمیشہ قابل اعتراض ٹھہرایا کرتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کو یاد رہے۔ کہ اگر ان کی اس تحریر سے مسیح ناصری کی ہتک نہیں ہوتی۔ اور اس لئے نہیں ہوتی۔ کہ ان کی تحریر کی بنیاد انجیل کے بیانات پر ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یسوع مسیح کے متعلق جو کچھ لکھا۔ وہ بھی انجیل اور عیسائیوں کے بیانات کی بناء پر لکھا۔ ورنہ قرآن کے بیانات کی بناء پر ہمیشہ یہی لکھا۔ کہ مسیح خدا کا پاک اور برگزیدہ نبی تھا ۔

النظر

سنین تاریخ احمدی

اس نام سے جناب ماسٹر احمد حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ اتالیق قادیان نے چودہ صفحہ کا ٹریکٹ تالیف کیا ہے جس میں ولادت سیدنا حضرت مسیح موعود سے حضور کی وفات تک مشہور و اہم واقعات کی صحیح تاریخیں درج کی ہیں۔ یہ رسالہ ہر احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ فلاں سنہ میں احمدیت نے کیا کام کیا اور فلاں سنہ میں کیا ظہور میں آیا۔ اس کا دوسرا حصہ زیر تالیف ہے۔ جس میں حضرت اقدس مسیح موعود کی وفات سے اب تک کے سنین کے حالات درج ہونگے پہلے حصہ کی قیمت ار - مؤلف سے مندرجہ بالا پتہ سے طلب کیجئے ۔

خواتین ذات الدّین

یہ مضمون جناب ماسٹر احمد حسین صاحب ایڈیٹر رسالہ اتالیق قادیان کے قلم سے نکلا ہے۔ آپ مستورات کو دینی علم اور زبان سکھانے اور ان میں پاکیزہ مذاق پیدا کرنے کے لئے چند کتابیں شائع فرما چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اصلاح نسوان کے مضمون سے خاص دلچسپی ہے۔ اس لئے اُمید ہے۔ کہ آپ کا یہ مضمون بھی توجہ سے پڑھا جائے گا۔ اور ان خیالات کی قدر کی جائے گی۔ جو ایک ہمدرد قلم سے نکلے ہیں۔

(نائب ایڈیٹر)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بارے میں اپنے غلاموں کو ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کوئی عورتوں کے مال کو دیکھتا ہے۔ کوئی جمال کو۔ مگر تمہیں چاہیئے۔ کہ ذاتُ الدّین کی تلاش کرو۔ اس ارشاد نبوی ؐ کو عقیدت اور ادب و اطاعت کے طور پر مان لینا بھی ہمارا ایمان ہے۔ کہ ضرور بہت سی برکت و سعادت کا موجب ہوتا ہے۔ اگر خدا کسی کو اس پر کاربند ہونے کی توفیق بخشے۔ لیکن اگر محققانہ و حکیمانہ رنگ میں اس کی پرکھ پڑتال کی جائے۔ تو بھی بالیقین اس میں اتنی حکمتیں اور مصلحتیں نکلیں گی۔ کہ اک معمولی انسان کے قول میں ہرگز نہیں مل سکتیں۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اقوال و افعال منشاء الٰہی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اس واسطے ان کی باتیں ایسی ہی پُر مغز۔ نتیجہ خیز و سبق آموز ہونی بھی چاہیئیں۔ پھر خاص کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا۔ جبکہ خود خدائے قدوس آپ ؐ کے کلام پاک کی نسبت گواہی دیتا ہے کہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

اَلدّین۔ یعنے دین الحق جسے اسلام بھی کہتے ہیں۔ ایک ایسی جامع شریعت ہے۔ جس میں انسان کے پیدا ہونے سے مرنے تک کی ساری باتیں جو اس کی خیر و فلاح کا موجب ہو سکتی ہیں۔ لاریب و بلا مبالغہ ایک اک کر کے آ جاتی ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ کہ جو عورت دیندار ہو گی۔ یعنی اسلام سے محبت رکھنے اور اس کے احکام پر چلنے والی اس میں وہ تمام خوبیاں بالعموم موجود ہونگی۔ جن کے مرد خواہاں اور حاجتمند ہوتے ہیں۔ جو ان کی اپنی دنیاوی بہبودی اور نجات اُخروی کے لئے بھی مُمِد ہیں۔ یعنی شریعت کی پابندی شوہر کی سچی محبت۔ ہمدردی و اطاعت۔ انتظام خانہ داری کی قابلیت۔ تربیت اولاد کا سلیقہ اور دیگر حقوق العباد کی نگہداشت جو ایک نیک بیوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی میں ہمسایوں۔ ساس نندوں کنبہ برادری والوں کے ساتھ مناسب برتاؤ بھی آ گیا یہاں حیاداری و عصمت کو ایک جُدا وصف ضروری کا قرار دینا کچھ فضول سی بات ہوگی۔ کیونکہ وہ شرفاء کی بہو بیٹیوں اور دیندار بیویوں میں بہر حال ہونا ہی چاہیئے۔ اور عموماً ہوتا بھی ہے۔ وہ نہ ہو۔ تو کسی غیرت مند کو ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ عورت اس کی ماں بہن۔ بھانجی۔ بھتیجی بہو بیٹی یا بیوی۔ غرض رشتہ میں کچھ بھی کہلا کر اس کی طرف منسوب ہو ؂

مثال کے طور پر سمجھ لیجیئے۔ کہ مرد چاہتے ہیں ہماری عورتیں گھر کی زینت۔ موجب راحت اور جسمانی اخلاقی۔ مالی۔ غرض ہر طرح کی کمزوریوں کی پردہ پوش ہوں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے زوجین کو ایک دوسرے کا **لباس** فرمایا ہے۔ اور لباس کے یہی تین فائدے ہوتے ہیں۔ پردہ پوشی۔ آرام و آسایش جسمانی اور زیب و زینت۔ پس جو عورت دیندار ہوگی وہ ضرور اپنے اور شوہر کے متعلق اس تمام نشیب و فراز کو سمجھتی اور حتے الوسع اُسے ہر بات میں ملحوظ رکھتی ہوگی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک عورت شریف زادی کہلا کر۔ نیک بخت۔ اور دیندار خاتون ہو کر بھی اپنی حرکات سے خاوند کو کسی طرح کا دکھ دینا پسند کرے یا گھر گرہست کے نرم و گرم حالات میں بیگانہ وار شوہر کو بدنام کرتی پھرے۔ یا پھوہڑپنے سے اپنے وجود۔ اپنی اولاد اور گھر کو ایسی حالت میں رکھے۔ جو بجائے زینت ہونے کے اُلٹی باعث نفرت ہو۔

مگر یہ سب باتیں ایک طرح بالکل معمولی اور ایسی عام ہیں۔ کہ دنیاوی طور پر بھی بغور دیکھا جائے۔ تو ہر عورت میں ان کا اک بڑی حد تک پایا جانا نہایت ضروری بلکہ لازمی سمجھا گیا ہے۔

ان کے علاوہ اور سب سے بڑھ کر ایک اور نہایت اہم بات ہے۔ جسے اپنی زوجہ میں ہر مرد مسلمان کا دل ڈھونڈھتا ہو گا۔ اور ایک سچے احمدی کا تو آج اس کے بغیر کوئی کام دینی ہو یا دنیاوی۔ ٹھیک ٹھیک چل ہی نہیں سکتا۔ وہ کیا ہے؟ خدمت اسلام میں ہاتھ بٹانا۔ اور دینی مشاغل میں معین و مددگار ہونا۔ جس طرح بھی اور جہاں تک بن پڑے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ایک معلم دینیات کی بیوی شاگردوں کی درس تدریس میں شوہر کے فرائض خود ادا کرے۔ یا ایک واعظ و مبلغ کی عورت اس کی جگہ دورہ کرتی پھرے۔ یا ایک مصنف و اخبار نویس کی گھر والی تحریر کے کام میں اپنے گھر والے کا دایاں بازو ہی بن کے دکھلا دے۔ نہیں بلکہ ضرورت الخ سخت ضرورت اسبات کی ہے۔ کہ اول تو ان تمام اوصاف کا جو شریف و دیندار عورتوں میں ہونے ضروری ہیں۔ اور جن کا اوپر سرسری ذکر آ چکا ہے ہماری عورتیں خاص خیال رکھیں۔ یہ نہو۔ کہ عورتیں انہیں بے پروائی برتیں۔ اور مردوں کو ان کے اس برتاؤ سے کسی قسم کی الجھن۔ بے چینی۔ صدمہ و غم۔ تفکرات و مشکلات ہی آئے دن گلے کا ہار رہیں۔ اور بیویوں کا خدمت دین میں مددگار ہونا تو درکنار وہ بیچارے خود بھی اطمینان کے ساتھ اپنے کام نہ کر سکیں۔ تو گویا شوہر کے اور اپنے حقوق و فرائض کی کماحقہٗ ادائگی و بجا آوری بھی ان کے دینی کاموں میں مددگار ہونا ہی ہوا۔ اور اگر عورتوں سے کوئی اور جداد ظاہرہ خدمت اسلام نہ بھی بن پڑے۔ تب بھی یہی سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اپنے شوہروں کی ان کے دینی کاموں میں مددگار ہیں۔ اور اس

کا درجہ و ثواب بھی اُتنا ہی ہو گا - جتنا کہ خود مردوں کی دینی خدمات کا بشرطیکہ عورتیں بمصداق "انما الاعمال بالنیات" یہ سمجھ کر اُن (مذکورہ بالا) باتوں کا خیال رکھیں - کہ ان میں کوتاہی یا غفلت برتنے سے شوہروں کے اسلامی فرائض و مشاغل میں خلل واقع ہو گا -

اس مختصر مضمون میں زیادہ توضیح اور مثالوں سے یہ بتانے کی گنجایش نہیں - کہ جو بیویاں ذات الدین اور فرض شناس نہیں ہوتیں - وہ کس کس طرح اپنی اور شوہروں کی زندگی تلخ رکھتی اور اولاد غریب کو بھی ساتھ ہی تباہ و برباد کرتی ہیں - ہر شخص جسے ان امور ضروری کا احساس ہے - عام گھروں کے حالات پر غور کر کے اس حقیقت کو بخوبی سمجھ سکتا ہے -

لیکن ایک پُرجوش مخلص اور بلند ہمت احمدی کی غیرت خواہ مرد ہو یا عورت - کب گوارا کر سکتی ہے کہ بطریق تنزل اسی پر رضامند و قانع ہو جائے کہ خدمت اسلام میں مخل نہ ہونا ہی خدمت ہے - بلکہ بالطبع اس کی دلی آرزو یہ ہو گی - اور ہونی چاہیئے - کہ اپنی قابلیت طاقت اور فرصت کے مطابق کچھ نہ کچھ خدمت فی الواقعہ بھی انجام دے - اب اگر ہماری مستورات اپنے اس فرض سے غافل ہیں - تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا - کہ وہ صحیح معنوں میں فرض شناس احمدی یا خواتین ذات الدین کہلانے کی مستحق نہیں - اور چونکہ خدائے تعالیٰ اس وقت پسند نہیں فرماتا - کہ اس کے فرستادہ امام زمان کی جماعت کا جو محض خدمت دین کے لئے کھڑی کی گئی ہے ایک فرد بھی اپنے فرض کی ادائگی میں سُست و بے پروا ہو - اسواسطے ایسے لوگوں کے لئے جو غفلت کی زندگی بسر کرتے ہیں - یقیناً بڑے خطرہ کا مقام ہے - اور اگر وہ جلدی ہی اپنی حالت اور عادت میں مناسب تبدیلی پیدا نہ کریں - تو کچھ عجب نہیں ہے - کہ عنقریب خدا تعالیٰ ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لا کھڑا کرے - جو ان کی طرح نہوں - بلکہ سچ مچ کے خدام دین ہوں - اور بڑی مستعدی سے خدمت اسلام کا کام کرنیوالے ہوں کیونکہ ہم میں اسوقت کام کرنیوالوں کی بہت کمی ہے اور جب تک جماعت کے تمام مرد و زن پوری جانفشانی و توجہ سے ضروریات سلسلہ کے اہتمام میں ایک دوسرے کے دست و بازو بنکر سرگرم سعی نہ ہوں - اس خدمت کا جو ہمارے سپرد ہوئی ہے - حق ادا ہونا محال ہے ۞

پس ہماری وہ مائیں - بہو بیٹیاں جنہوں نے اب تک اس اشد ضرورت کی کچھ پرواہ نہیں کی اور صرف معمولی گھر کے دھندوں میں دن گذار دینے کو ہی اپنا مقصود زندگی سمجھ رکھا ہے یا جو اپنا بہت سا قیمتی وقت یونہی ضائع کر دیتی ہیں - اور ذرا خیال نہیں کرتیں - کہ اس غفلت کا انجام کیا ہے **کان کھول کر سُن لیں کہ :-**

ان کی حالت قابل اطمینان نہیں - کیونکہ نیک اور دیندار بیبیاں دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہیں - اور انکی توجہ اس طرف بہت کم ہے - گھر کے معمولی کام دھندے تو چند پیسوں کے عوض **لونڈی باندیاں** بھی کر دیتی ہیں - کیا کسی شریف بی بی کی غیرت گوارا کر سکتی ہے - کہ اس کے کاموں اور طریق زندگی سے اس کا ایک بنڈور ہونا پایا جائے اگر وہ اپنی موجودہ عادت خصلت کی **غلافی** میں رہکر اصلاح و ترقی کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو - تو کیا یہ اس بات کی کافی دلیل نہ ہو گی - کہ اسے بنڈور بننا ہی پسند ہے - اور ایسی حالت میں شوہر کے نزدیک اس کی قدر و وقعت ایک **دل پسند بیوی** کی سی ہرگز نہیں ہو سکتی ۞

یہ بڑا نازک زمانہ ہے - دُنیا میں بڑے بڑے عبرت خیز و حیرت انگیز انقلاب آناً فاناً رُونما ہو رہے ہیں - قدرت کا زبردست ہاتھ موجودات میں کاٹ چھانٹ اور نظام عالم کی کایا پلٹ کر رہا ہے -

اسلام کی خدمت و اشاعت کیلئے اندر ہی اندر وہ سامان ہو رہے ہیں - جو خدا فراموش دنیاداروں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے - اور جن کا ظہور انسان کی ظاہری تدبیر و طاقت سے یقیناً غیر ممکن تھا - اور اسی لئے بڑا بھاری خطرہ ہے - ہر اس شخص کے لئے جو آج بھی حیوانوں کی سی غافلانہ زندگی بسر کرتا ہو - جو منشاء الٰہی سے بے پروا ضرورت وقت اور اپنے فرض کے سمجھنے اور پورا کرنے میں سُست ہو ۞

پس اس پاک جماعت میں جو مستورات اپنی عملی حالت سے

خواتین ذاتُ الدّین

کہلانے کے لائق نہیں - وہ ان باتوں کو سرسری سمجھ کر نہ ٹالیں - اور خوب یاد رکھیں - کہ خدا تعالیٰ کی ذات بڑی غیور ہے - بڑی بے نیاز ہے - وہ قادر ہے - کہ موجودہ نقشہ ایک دم بدل دے - جو اس کے منشاء کو پورا کرنے والا ہو - مگر اُن کے لئے موجب حسرت نہیت سے چھوٹے بڑے بنا دئے جاتے ہیں - اور بڑے چھوٹے - بیویاں باندیاں بن جاتی ہیں - اور باندیاں بیویاں - پھر جو بیویاں ہو کر باندیوں کے سے کام کریں - ان کی جگہ اور بیویاں آن کر لے لیتی ہیں - غفلت چھوڑو - اہلیت پیدا کرو - سرزمین مغرب میں کچھ ہو رہا ہے - جس کا انجام اسلام کے حق میں تو بالیقین مبارک اور شاندار ہے - مگر ڈرو - کہ مبادا تمہارے لئے خاطر خواہ نہ ہو - عقلمند کو اشارہ کافی ہوتا ہے - ہر احمدی دوست اپنے گھر کنبہ کی عورتوں کو اس خطرہ سے آگاہ کر دے - اور عند اللہ ماجور ہو

راقم :- احمد حسین فریدآبادی - قادیانی

ایک مفید حوالہ :- تریاق القلوب جو ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیف اور ۱۹۰۲ء میں شایع ہوئی تھی - اس کے متعلق غیر مبایعین بہت کچھ بحث و انکار کرتے رہتے ہیں - ہمیں ایک اور مفید حوالہ ملا ہے - جس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ تریاق القلوب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیف ہے - مکتوبات احمدیہ جلد ۵ مکتوب نمبر ۷ میں حضور مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"تریاق القلوب چھپ رہی ہے - انشاء القدیر دو تین ہفتہ تک چھپ جائیگی" اور یہ مکتوب ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء کا ہے - اب ظاہر ہے کہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۹ء میں کتاب چھپ رہی تھی - اور صرف دو تین ہفتہ میں ختم ہونیوالی تھی - پس اس

اہلحدیث کے چند سوالوں کا جواب

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۶- جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ ۸ کالم ۲ پر ایک مضمون بعنوان "جماعت احمدیہ سے چند سوال" کوئی صاحب حبیب اللہ اسسٹنٹ کلرک لاہور سے جو شاید ڈاکٹر جمال الدین اسسٹنٹ سرجن شاہ ... کے علاقی بھائی ہیں لکھتے ہیں کہ:۔

"مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت یحییٰ نے بھی یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان کی شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا"

(ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۳۰۸ھ جلد اول ص ۱۶)

جماعت احمدیہ قرآن مجید کی کسی آیت سے کسی حدیث صحیح یا حسن صحیح مرفوع یا موقوف سے کسی کتب تاریخ یہود و نصاریٰ و اسلام سے کسی تفسیر سے یا بائبل مروجہ سے دکھلا دے۔ کہ حضرت یحییٰ نے یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہکر اپنا سر کٹوایا تھا"

ہم کو اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی .. اصل کتاب سے مقابلہ کرکے جانچ لینے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر ہم فریسی مولوی ثناء اللہ کو بتلائے دیتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس نے جو یہ لکھا۔ تو بالکل درست ہے، لو اب دیکھو اپنی دونوں آنکھیں کھول کر نہیں۔ بلکہ ایک آنکھ ہی کھول کر دیکھ لو۔ کیونکہ تمہیں شیر پنجاب ہونے کا دعویٰ ہے۔ انجیل لوقا باب ۳- آیت ۷ ؁

"پس جو لوگ اس سے (یوحنا یا یحییٰ ہے) اصطباغ لینے کو نکل کر آتے تھے۔ وہ ان سے کہتا تھا۔ اے سانپ یعنی افعی کے بچو۔ تمہیں کس نے جتایا کہ آنیوالے غضب سے بھاگو۔ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ۔ اور اپنے دلوں میں یہ کہنا شروع نہ کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا ان پتھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور اب تو درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔ پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے لوگوں نے اس سے یہ پوچھا۔ کہ پھر ہم کیا کریں اس نے جواب میں ان سے کہا۔ کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں۔ وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو۔ بانٹ دے۔ اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ اور محصول لینے والے بھی بپتسمہ لینے کو آئے۔ اور اس سے پوچھا۔ اے استاد ہم کیا کریں۔ اس نے ان سے کہا۔ جو تمہارے لئے مقرر ہے۔ اس سے زیادہ نہ لینا اور سپاہیوں نے بھی اس سے یہ پوچھا۔ کہ ہم لوگ کیا کریں؟ اس نے ان سے کہا۔ نہ کسی پر ظلم کرو۔ اور نہ کسی سے ناحق کچھ لو۔ اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔ جب لوگ منتظر تھے۔ اور سب اپنے اپنے دل میں یوحنا کی بابت سوچتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا کہ نہیں۔ تو یوحنا نے ان سب کے جواب میں کہا۔ میں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے۔ وہ آنے والا ہے میں اس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا اس کا چھاج اس کے ہاتھ میں ہے۔ تاکہ وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے۔ اور گیہوں کو اپنے کھتے میں جمع کرے۔ مگر بھوسے کو اس آگ میں جلائیگا۔ جو بجھنے کی نہیں۔

پس وہ اور بہت سی نصیحتیں دے دے کر لوگوں کو خوشخبری سناتا رہا۔ لیکن چوتھائی ملک کے حاکم ہیرودیس نے اپنے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب اور ان ساری بدیوں کے باعث جو ہیرودیس نے کی تھیں، یوحنا سے ملامت اٹھاکر ان سب سے بڑھکر یہ بھی کیا کہ اس کو قید میں ڈالا" (لغایت آیت ۲۰)

دیکھئے صاحب یہود کے فقہا اور بزرگان ملت کو جو اپنے آپ کو فخریہ "ابراہیم کی نسل" کہلاتے تھے۔ حضرت یحییٰ سانپ اور سانپ کے بچے کہکر اپنا دشمن بناتے اور سر کٹوانے ہیں۔

اب جناب والا اس سے آگے بڑھیں:۔ "مگر ہیرودیس نے کہا۔ کہ یوحنا کا تو میں نے سر کٹوا دیا" لوقا ۹ دیکھئے صاحب۔ انہی یہود کے فقیہوں اور بزرگوں کی سازش سے ہیرودیس نے یوحنا کا سر کٹوا دیا۔ جنھیں یوحنا "سانپ۔ سانپ کے بچو" کہتے تھے۔

شاید آپ کو معلوم نہ ہو۔ کہ جب تک یہود یوحنا کی طرفداری کرتے رہے۔ ہیرودیس کو یہ جرأت نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ متی ۱۴ میں ہے۔

"اور وہ ہر چند (ہیرودیس) اسے (یوحنا) قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر عام لوگوں سے ڈرتا تھا۔ کیونکہ وہ اُسے نبی جانتے تھے"

دیکھئے۔ سالگرہ کے دن انہی سانپ اور سانپوں کے بچوں نے ہیرودیس کو جرأت دلائی۔ "اور جب ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی" مرقس ۶/۲۱ تو ضیافت میں نعمتیں کھانے کھاکر یہود نے آپ کی طرح ایک نبی کے سر کٹوانے کی ظالم کو جرأت دلائی۔ پس اب ہم ان جاہلوں یا ابلہ فریبوں سے کیا کہیں۔ جو بڑے گھمنڈ سے یہ کہتے ہیں۔ "جماعت احمدیہ بتا دے۔ کہ بائبل مروجہ کی رو سے حضرت یحییٰ نے یہودیوں کے فقیہوں اور بزرگوں کو کب سانپوں کے بچے کہکر اپنا سر کٹوایا تھا۔

ہم نے بخوف طوالت مسیحی علم تواریخ و علم تفسیر کو پیش نہیں کیا۔ اور وہ اس لئے کہ معترض کثرت شرم سے کہیں خودکشی نہ کرلے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا ہے:۔

"مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں تمام فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے۔ اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ ازالہ اوہام جلد ۱ صفحہ ۲۴۸- جماعت احمدیہ بتا دے کہ کتنے فرقے نصاریٰ کے اس قول پر متفق نظر آتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے (یاد رہے کہ انجیل مرقس و لوقا اور اعمال

؎ اس موقعہ پر ہم ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ سارا باب ۳ پڑھیں

سے تو ظاہر ہوتا ہے - کہ مسیح کوہ زیتون پر سے آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔)"

سب سے اول ہم امریکن مسٹری فریسی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں - کہ آپ خود بنفس نفیس مرقس و لوقا اور انجیل کی وہ آیات بھی بتادیں جن سے آپ کے بیان کی تصدیق ہو - اس کے بعد اپنے بے ہودہ اعتراض کا جواب سن لو -

فریسی صاحب! آپ میں یہودی خمیر بلکہ فریسی خمیر اس قدر سرایت کر گیا ہے - کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کے آپ پورے پورے مصداق ہیں - کیونکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ حضرت اقدس کی پوری عبارت نقل کرنے کے بعد اعتراض پیش کرتے - مگر آپ نے گربہ عابد کا سا وضو کیا - اور ظاہر ہے - کہ نماز بھی وہی ہو گی - ناظرین! ذرا سننا حضرت اقدس ؑ کیا فرماتے ہیں :-

"ماسوائے اس کے حدیث کی رو سے بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت ہے چنانچہ تفسیر معالم کے صفحہ ۱۶۲ میں زیر تفسیر آیت یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الی لکھا ہے کہ علی بن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں - کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ انی ممیتک - یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں - اس پر دوسرے اقوال اللہ تعالٰی کے دلالت کرتے ہیں - (۱) قل یتوفٰکم ملک الموت (۲) الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ طیبین (۳) الذین تتوفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم - غرض حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہی تھا - کہ حضرت عیسٰی فوت ہو چکے ہیں - اور ناظرین پر واضح ہو گا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں - اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے -

پھر اسی معالم میں لکھا ہے کہ وہب سے یہ روایت ہے کہ حضرت عیسٰی تین گھنٹہ کے لئے مر گئے تھے - اور محمد بن اسحٰق سے روایت ہے کہ نصاریٰ کا یہ گمان ہے - کہ سات گھنٹہ تک مرے رہے - مگر مؤلف رسالہ ہذا کو تعجب ہے - کہ محمد بن اسحٰق نے سات گھنٹہ تک مرنے کی نصاریٰ کی کن کتابوں سے روایت لی ہے - کیونکہ تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسٰی علیہ السلام مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں میں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے - اور خود حضرت عیسٰی انجیلوں میں اپنی تین دن کی موت کا اقرار بھی کرتے ہیں بہرحال موت ان کی ثابت ہے - اور ماسوائے ان دلائل متذکرہ کے یہود و نصاریٰ کا بالاتفاق ان کی موت پر اجماع ہے - اور تاریخی ثبوت متواتر ان کے مرنے پر رہا ہے - اور پہلی کتابوں میں بھی بطور پیشگی ان کے مرنے کی خبر دی گئی تھی -

اب یہ گمان کہ مرنے کے بعد پھر ان کی روح اسی جسم خاکی میں داخل ہو گئی - اور وہ جسم زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھایا گیا - یہ سراسر غلط گمان ہے - یہ بات بالاتفاق جمیع کتب الہیہ ثابت ہے - کہ انبیاء و اولیاء مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جایا کرتے ہیں - یعنی ایک قسم کی زندگی انہیں عطا کی جاتی ہے - جو دوسروں کو نہیں عطا کی جاتی"۔ (دیکھو کتاب ازالہ اوہام صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۹)

ناظرین! حضرت اقدس کی عبارت مندرجہ بالا کو بغور پڑھیں - اور پھر معترض کی دھوکہ بازی پر خیال فرما دیں کہ حضرت اقدس تو صرف مسیح ناصری کا تین دن تک مرے رہنا ثابت کرتے ہیں - نہ کہ کچھ اور - مگر معترض ایک دوسرا امر لے بیٹھا ہے - کہ بتاؤ کتنے فرقے نصاریٰ کے اس بات پر متفق ہیں - کہ مسیح قبر میں سے آسمان پر اٹھائے گئے یا کوہ زیتون پر سے اٹھائے گئے تھے - حالانکہ یہ فریسی دیدہ دلیر خود جانتا ہے کہ حضرت اقدس نے خود اپنی ہر ایک کتاب میں اسی بات پر زور دیا ہے - کہ - مسیح چالیس دن تک حواریوں کے ساتھ کھاتا پیتا رہا - پھر کیوں کر اس کا جسم جلالی تھا"۔ پس بقول تصنیف را مصنف نیکو کند بیان - مصنف نے اپنے فقرہ کی جو متنازعہ فیہ ہے - خود تشریح و تفسیر کر دی - اب اعتراض کیسا؟ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے - کہ مسیح آخر قبر ہی سے نکل کر ہی آسمان پر اٹھائے گئے تھے - لیکن اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی - تو ڈاکٹر وہٹی کی تفسیر زیر آیت یوحنا ۲۰/۱۷ پڑھیں -

اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر ڈاکٹر مذکور یوں فرماتے ہیں :-

"مسیح جی اٹھنے کے بعد سب سے پہلے اسی عورت پر ہی ظاہر ہوا تھا اس عورت نے مسیح کے لباس کی وجہ سے اسکو نہ پہچانا - سوال ہو سکتا ہے - کہ یہ لباس کہاں سے آیا تھا - سو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ لباس باپ نے اسکو پہنایا تھا - قدرت میں باپ کے ساتھ چونکہ اس کا اتحاد تھا - اسی لئے وہ جی اٹھا تھا - پس قبر میں سے اٹھنے کے بعد سب سے پہلے وہ آسمان پر گیا - جہاں سے اسے یہ لباس فاخرہ ملا - اس موقعہ پر ملحدین سٹراس وغیرہ کا یہ قول کہ باغبانوں والا لباس مسیح کو اس کے شاگردوں نے جو اس کے بچانے کی سازش میں شریک تھے - دیا تھا - یہ بالکل غلط ہے - اناجیل سے اس کا کچھ ثبوت نہیں ملتا - کیونکہ قبر میں سے اٹھنے کے بعد اور لباس پہننے تک وہ کسی شاگرد سے ملاقی نہیں ہوا - پس یہ آسمانی لباس تھا - جو اسکو باپ نے پہنایا تھا - اور جی اٹھنے کے بعد جب کبھی وہ شاگردوں سے جدا ہوتا تھا - آسمان پر باپ کے ساتھ ہاں اسکے دہنے بیٹھتا تھا - جیسا کہ چالیس دن کے بعد ہمیشہ کیوا سطے جا بیٹھا - اس عقیدہ کو کوئی عیسائی رد نہیں کر سکتا"۔

لیجیئے جناب اپنی ضد پوری کر لیجئے - اور گریبان میں منہ ڈالکر شرمایئے - کہ جن لفظوں پر آپنے اعتراض کیا تھا وہی اعتراض رد ہو گیا - اور الفاظ صحیح ثابت ہوئے - پھر علاوہ ازیں آپکو معلوم ہو کہ موشائم صاحب اپنی تاریخ میں ذکر کرتے ہیں کہ کلیسیاء کے بعض ابتدائی فرقے عقیدہ میں اسکو شامل کرتے تھے - یعنی بوقت عقیدہ پڑھنے کے یہ الفاظ بھی کہتے تھے کہ قبر میں سے آسمان پر اٹھایا گیا (یعنی مسیح) پس اب تو آپکا اعتراض رفع ہو گیا - آپکے دوسرے اعتراضات کا جواب بسبب سخت بیہودہ ہونے کے ..... نمبر ایک - فقط - عبد [illegible] ناتمام

نامہ لنڈن

(نوشتہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیر - ۲۲- جنوری ۱۹۲۰ء)

برادران کرام! بوجہ ناسازیٔ طبیعت و مصروفیت اس ہفتہ مفصل حالات نہیں لکھ سکا۔ انشاء اللہ اگلے ہفتہ لکھوں گا۔ اور ایسا خط لکھوں گا۔ کہ آپ پڑھ کر خوش ہونگے اور میدان کارزار میں کام کرنیوالے مجاہدین کے لئے دعا فرمائینگے۔ اس خط میں کیا ہوگا؟ اس کا مفصل جواب تو اگلے ہفتہ کا خط ہوگا۔ مگر مختصر جواب ذیل ہے:-

(۱) ایک بی۔ اے۔ ڈاکٹر آف فلاسفی بیرسٹر ایٹ لاء شریف النسب۔ یورپ کی تمام زبانیں جاننے والے ہندو جنٹلمین نے حضرت احمد کرشن موعود علیہما السلام کو قبول کر لیا۔

(۲) ایک برٹش احمدی گھر کے بچوں کی پاک کھیل اور انگریز احمدی لڑکی کا اُستانی سے سوال۔

(۳) حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی روانگی سفر امریکہ پر الوداعی جلسہ و ایڈریس۔ ڈاکٹر لیون وبسٹ کی تقریریں۔ افریقہ۔ ایشیا۔ لنکا۔ انگلینڈ۔ روس اور سرویا کے قائم مقام۔ مفتی صاحب کی ہر دلعزیزی۔ اور انگلستان میں احمدیت کے ثمور درخت کے میٹھے پھل۔

(۴) پارک میں مباحثہ۔

(۵) مفتی صاحب کی آخری تقریر "مسیح موعود کی زندگی کا ایک ورق"۔

(۶) چودھری صاحب کی تقریر "محمد رسول اللہ کی زندگی پر ایک نظر"۔

(۷) سات نو مسلموں کی فہرست۔

(نیر)

منیجر "الفضل" کی گذارشیں

احباب کو نمبر ۵۹ الفضل سے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ۵- فروری کا پرچہ نمبر ۵۸ چھپ رہا تھا۔ جو پتھر ٹوٹ گیا۔ جس سے ۷۵ روپے نقصان مطبع کا ہوا۔ اس لئے اخبار مجبوراً ۹- فروری نمبر ۵۹ کے ساتھ اکٹھا شایع کرنا پڑا۔ اس دیر کو خریداران الفضل نے محسوس کیا ہے۔ اور پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت کی ہے۔ جو اس لحاظ سے موجب مسرت ہے۔ کہ الفضل کی قدر ہمارے دوستوں کی نگاہ میں کس قدر ہے۔ مگر بعض دوستوں نے باوجود میری لمبی چوڑی گذارش کے جو ۲۲- جنوری کے الفضل صفحہ ۱ پر شائع ہو چکی ہے۔ ایسے کلمات استعمال فرمائے ہیں۔ جن کے بغیر بھی وہ اپنا مطلب بیان کر سکتے تھے مثلاً ایک صاحب اپنے ۱۰- فروری کے خط میں رقمطراز ہیں۔ کہ ۲- فروری کے بعد آج ۹- فروری تک اخبار الفضل کا پرچہ نہیں آیا۔ مہربان الہدان روانگی اخبار کی سخت لاپرواہی ہے۔ نہایت لاپرواہی ہے۔ خریدار دل برداشتہ ہو رہے ہیں۔ شوق سرد ہو گیا۔ وغیر ذالک جب ان کی خدمت میں ۵، ۹ فروری کا پرچہ ۱۲- فروری کو پہونچا ہوگا۔ تو وہ خود ہی محسوس کر گئے ہونگے کہ اس میں الہدان روانگی اخبار کی لاپرواہی نہ تھی۔

۲- ایک صاحب نے اُمور عامہ میں شکایت فرمادی کہ وی پی چار ہفتے ہوئے۔ وصول کر لیا تھا۔ مگر اخبار ندارد بحالیکہ ان کے نام ۱۰- جنوری ۱۹۲۰ء کو وی پی ہوا جس کا روپیہ ڈاک خانہ قادیان سے ۲۶- جنوری کو دفتر کو وصول ہوا۔ اور ہم نے اسی روز ان کے نام پرچہ جاری کر دیا۔ ایسی جلدی ہو۔ تو منی آرڈر بھیجنا چاہیئے تاکہ اسی روز تعمیل ہو جائے۔

۳- برادر عبدالغفار صاحب گلگت سب انسپکٹر نیاز محمد صاحب سکھر۔ محمد افضل خان صاحب لاہور چھاؤنی برادر وزیر حسن صاحب ڈھاکہ کو پرچہ نہ پہنچنے کی شکایت ہے۔ چونکہ ان کے پتے کی چٹیں صاف ہیں۔ اور ہمارا کچھ قصور نہیں۔ اس لئے جناب صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کو لکھا جا کر تفتیش کے لئے لکھا گیا ہے۔

(منیجر الفضل قادیان)

کسی کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں!

بعض احمدی بھائی قادیان کے محکمہ یا دفاتر میں خط و کتابت کرتے ہوئے یہ بات مدنظر نہیں رکھتے۔ کہ خط و کتابت عہدہ کے نام سے ہو۔ نہ کہ عہدہ دار یا افسر کے نام سے۔ چونکہ عہدہ دار بدلتے رہتے ہیں۔ یا کسی کام کی وجہ سے انہیں ہیڈکوارٹر سے باہر جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ ایسی صورتیں اس قسم کے خطوط افسروں کے پیچھے گھومتے رہتے ہیں دفتر متعلقہ میں بہت دیر سے وہ خطوط پہنچتے ہیں۔ جس سے دوگونہ شکایت پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں قادیان سے جلدی جواب نہیں ملتا اور نیز بعض اہم اور فوری کاموں میں ہرج واقع ہو جاتا ہے۔ آئندہ خط و کتابت بلحاظ عہدہ ہونی چاہیئے۔ مثلاً ناظر امور عامہ یا ناظر بیت المال لکھ دینا کافی ہے۔ افسر کا نام لکھنے کی ضرورت نہیں

ناظر اُمور عامہ قادیان

ممالک غیر کی خبریں

وزارت میں تغیر (لنڈن ۹ - فروری) منگل کے دن سرکاری طور پر پارلیمنٹ کا افتتاح ہوا۔ جس سے اجلاس کی اہمیت ظاہر ہوتی تھی۔ گورنمنٹ کے پروگرام میں قریباً ایک درجن مسودے ہیں۔ جنہیں خاص طور پر ہوم رول اور کوئلہ کے متعلق مسودہ جات میں موخرالذکر میں کانوں پر گورنمنٹ کی نگرانی کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ اراضی کے متعلق بھی ایک مسودے کی توقع کی جاتی ہے ٭

وزارت میں تغیرات کے متعلق بہت کچھ قیاس کئے جاتے ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ سر رابرٹ ہارن سر آکلینڈ گیڈس کے جانشین ہونگے۔ اور سر ایرک گیڈیس بھی ریٹائر ہونیوالے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ مسٹر والڈور وزارت حزب العمال کے پارلیمنٹری سکرٹری اور خزانہ کے لارڈ کمشنر مستعفی ہو جائیں گے۔ مسٹر میکارڈی سر رابرٹ کی جگہ ہونگے۔ اور یہ افواہ ہے کہ مسٹر چیمبرلین کی پوزیشن بھی غیر متقین ہے۔ مسٹر ہورن مزدور پیشہ جماعت کے صدر منتخب ہونگے ٭

اور جرمن معاملات (لنڈن ۱۲ - فروری) آج کونسل عالیہ کا اجلاس ڈاؤننگ ... منعقد ہوا۔ مسٹر لائڈ جارج۔ موسیو ملیرانڈ۔ سینورنٹی اور لارڈ کرزن موجود تھے۔ جرمنی اور ترکی مسائل سب سے اہم تھے۔ کونسل تین ہفتے تک کام کرتی رہیگی۔ امریکہ کا کوئی نمائندہ موجود نہ تھا۔ جنگی مجرموں کی حوالگی کے متعلق تمام اتحادیوں میں مکمل اتفاق ہے کہ جرمنی کو پھر ایک یادداشت بھیجی جائے۔ دول متحدہ کے وزراء مال بھی یورپ کی موجودہ مالی حالت پر غور کرنے کے لئے جمع ہونگے ٭

اتحادی جنگی جہازوں کی کارروائی لنڈن ۹ - فروری ماسکو کا ایک لاسلکی پیغام مظہر ہے۔ کہ اتحادی جنگی جہاز اوڈیسہ پر گولہ باری کر رہے ہیں ٭

(لنڈن ۹ - فروری) ایسوشی ایٹڈ پریس امریکہ کا نامہ نگار ۷ - فروری کو قسطنطنیہ سے رقمطراز ہے۔ کہ تین برطانی جنگی جہاز مالبورو۔ اجاکس سیرس اوڈیسہ کے سامنے لنگر انداز ہیں۔ اتحادی بیماروں۔ پناہ گزینوں اور بولشویکوں کے سربرآوردہ مخالفوں کو جہازوں پر سوار کر رہے ہیں۔ برطانی تمام دن شہر پر سے بولشویکوں پر گولہ باری کرتے رہے۔ جو اوڈیسہ سے ۴ میل تھے ٭

سن فینوں کی جلاوطنی (لنڈن ۹ - فروری) ستر سن فینی کاک سے جنگی جہازوں میں بٹھلا کر جلاوطن کئے گئے۔ انکی مخلصی کے خطرے کی وجہ سے پوری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک ہوائی جہاز بھی استعمال کیا گیا۔ سن فینوں نے آتش گیر مادے کے کارخانہ پر حملہ کیا۔ اور نصف ٹن آتشگیر مادہ لے گئے ٭

بولشویکوں کے دعوے لنڈن ۹ - فروری - ایک بولشویک سرکاری اطلاع میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ بولشویکوں نے کراسنو وسک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جد جیلی پر بھی جو کہ خیوا سے ۶ میل شمال مغرب میں ہے۔ قابض ہو گئے ہیں۔

کوریا اور جاپان کی آویزش۔ واشنگٹن ۹ - فروری - سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دو ہزار مسلح کوردی جنہیں زیادہ تر بولشویکوں نے ہتھیار بہم پہنچائے تھے۔ وہ کرین سے رات کو شمالی کوریا میں در آئے۔ اور جاپانی چوکی پر حملہ کرکے تین سو کو مار ڈالا۔ اور بقیۃ السیف چار سو کو زخمی کر دیا ٭

روس سے صلح (مدراس - ۱۳ - فروری) مدراس ٹائمز کو لنڈن سے ۷ - فروری کا چلا ہوا تار موصول ہوا ہے۔ مبصرین کی یہ پختہ رائے ہے کہ روس سے تین مہینے کے اندر اندر صلح ہو جائیگی۔ اور یہ باور کرنے کی وجہ ہے۔ کہ کوپن ہیگن میں صلح کے متعلق کارروائی شروع ہو گئی ہے ٭

ہندوستان کی خبریں

سرحد کی حالت دہلی ۱۳ - فروری - سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ڈیرہ جات کالم اور سلسلہ رسل و رسائل پر چھپکر گولیاں چلائی گئیں۔

۱۱ - فروری کو ہماری پہرہ دینے والی ایک جماعت پر جبکہ وہ واپس ہو رہی تھی۔ تیس دشمنوں نے حملہ کیا۔ جو کہ سخت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا گیا۔ ہمارا ایک مقتول ایک مجروح ہوا۔

۱۲ - فروری کو ہماری آگے بڑھی ہوئی چوکی پر حملہ کیا گیا جو آسانی سے پسپا کر دیا گیا۔ ہمارا ایک آدمی مارا گیا۔ ۱۲۰ محسود ہمارے کالم کے خلاف بے قاعدہ جنگ جاری رکھنے کی غرض سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان کارروائیوں کے جن کا تذکرہ اوپر ہوا ہے۔ ذمہ وار یہی ہیں ٭

بنوں کے علاقے میں مقام کنڈل پر جو دریائے ٹانک کے دہنے کنارے پر سپانزالی کے مغرب میں واقع ہے۔ ۱۰ - فروری کی شب کو حملہ کیا گیا۔ تفصیل ابھی تک موصول نہیں ہوئی ٭

بارکپور میں قتل کلکتہ - ۲۳ - فروری - بدھ کے دن بارکپور میں حوالدار میجر رام اوتار سوکل نے جمعدار کوگل پرشاد کو گولی سے ہلاک کر ڈالا۔ اور پھر خود بھی گولی مار کر مر گیا ٭

بنک بنگال لاہور کے خزانچی جیالال نے ۸ - ۹ لاکھ کا دیوالہ نکالا ہے۔ جس کی خبر پیشتر چھپ چکی ہیں۔ اب دیوالیہ کے خلاف سردار سندر سنگھ لچھمن سنگھ ٹھیکیداران کی طرف سے ایک اشتہار بدیں غرض نکالا گیا ہے۔ کہ اتوار کے روز انارکلی مندر پنڈت سابنسی دھر جلسہ کرکے دیوالیہ کے خلاف باضابطہ کارروائی کی جائے ورنہ قرض دہندگان کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ غالب ہے ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)